بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلامی اخلاق

تالیف ۔ ممتاز احمد عبد اللطیف

ناشر ۔ مرکز الاصلاح التعلیمی الخیری ۔ امو ا مدینۃ الشیخ.شیوھر. بھار ۔ ا نڈیا

اخلاق لفظ خلق کی جمع ہے،اور خلق انسان کے اندر ایک ایسی ٹھوس قوت ہے، جو اپنے اندر طبعی طور پر اچھے برے اثرات کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے، اگر اس قوت کی تربیت اچھے اقوال واعمال سے کی گئی تو اس سے حیا، برد باری، صبر وشکیب، کرم وبخشش، جود وسخا اور امانت ودیانت وغیرہ جیسے اچھے صفات کا صدور ہوگا، اور اگر اس کی تربیت برے اقوال واعمال سے کی گئی تو اس سے حرص وآز، ظلم وجور، فحش ومنکر، رذالت ودنائت اور خیانت جیسے برے صفات کا ظہور ہوگا.

اس حقیقت کے پیش نظر اسلام نے اس قوت کی تربیت اچھے اقوال وافعال کے ذریعے کرنے کا حکم دیا ہے، آپ ﷺ کی تعلیم وتربیت اللہ تعالی نے آپ کو وہبی علم عطا فرما کر کی، اور لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا، اللہ کے رسول ﷺ نے خود اس امر کی طرف اشارہ فرمایا ہے. "أدّبنی ربّی فأحسن تأدیبی" ﴿کشف الخفاء﴾ میرے رب نے میری تربیت فرمائی اور کیا خوب تربیت فرمائی.

گرچہ اس حدیث کی سند ضعیف ہے، لیکن اس کا معنی صحیح ہے جیسا کہ شیخ الإسلام ابن تیمیہ، امام سخاوی اور امام سیوطی فرماتے ہیں:

"اس کا معنی صحیح ہے لیکن اس کی سند کا کوئی ثبوت نہیں ہے"

﴿**سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ ج/ اص: ۱۰۲**﴾

یقیناً اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو اخلاق کا پتلہ بنا کر دنیا سے بداخلاقی کے خاتمے اور اخلاق حسنہ کے اتمام کے لئے مبعوث فرمایا تھا، اللہ تعالی خود آپ کی اس خوبی کی تعریف کرتا ہے:

"**وإنّک لعلی خلق عظیم**" ﴿**القلم: ۴**﴾

بیشک آپ بہت بڑے اخلاق پر ہیں.

اور اللہ کے رسول فرماتے ہیں.

"**بعث لأتمم حسن الأخلاق**" ﴿**موطأمالک**﴾

میں حسن اخلاق کو پورا کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں.

حسن اخلاق کے اتمام کے لئے ضروری تھا کہ برائی کا بدلہ بھلائی سے، زیادتی کا بدلہ عفو ودرگزر سے، اور غیظ وغضب کا جواب حلم برد باری سے دیا جائے تا کہ دشمن بھی دوست بن کر جانثار ہو جائے، اور یقیناً آپ نے رب العالمین کے حسب منشأ ایسا ہی کیا.

”ولا تستوی الحسنة ولا السیّة، إدفع بالتی ھی أحسن فإذا الذی بینک و بینه عداوة کأنّه ولی حمیم “﴿حمٓ السجدة: ۳۴﴾

نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی، برائی کو بھلائی سے دفع کرو! پھر وہی جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے، ایسا ہو جائیگا جیسے دلی دوست ہو.

آپ کی سیرت پڑھنے والے جانتے ہیں کہ آپ نے اسی اخلاق کی بدولت مختصر سی مدت میں وحشی، خونخوار، بدتہذیب، بداخلاق اور بدکردار قوم کی کایا پلٹ دی.

روایت ہے کہ ایک بڑھیا تھی جو آپ کی ذات اور اسلام سے نفرت کرتی تھی، اور ہمیشہ آپ کی بربادی کی دعائیں مانگتی تھیں، جب اپنی دعاؤں کو بے اثر دیکھا تو ایک دن عاجز ہو کر مکہ چھوڑنے کا ارادہ کرلیا، گھر کا سامان باندھا، گٹھر ڈیوڑہی پر رکھی اور کسی مددگار کی راہ دیکھنے لگی، اتفاق سے نبیﷺ کا اس راستے سے گزر ہوا، آپ نے عرض کیا بڑی ماں! آپ پریشان سی نظر آتی ہیں، میرے لائق کوئی خدمت ہو تو سراپا حاضر ہوں، بڑی ماں نے کہا! بیٹے یہی سامان زندگی ہے، اسے لے چلنا ہے، اس کی جو مزدوری ہوگی دے دونگی، آپ نے اپنے سر پر سامان اٹھالیا اور آگے آگے چلنے لگے، جب منزل آ گئی تو بڑی ماں نے کہا یہی میری منزل ہے، آپ نے سامان وہیں رکھدیا اور واپس چلنے لگے تو بڑی مان نے کہا بیٹے اپنی مزدوری لیتے جا، آپ نے عرض کیا مزدوری کیسی یہ تو میرا فرض تھا، میرا کام یہی ہے، بیکسوں کی مدد کرنا اور ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرنا، بڑھیا آپ کے اس عمل سے بڑی متاثر ہوئی اور کہنے لگی بیٹے اگر مزدوری نہیں لوگے تو میری ایک بات سنتے جا! آپ رک گئے، اور بڑھیا نے نصیحت کرنی شروع کر دی، بیٹے! مکہ میں ایک آدمی ظاہر ہوا ہے، جو نبوت کا دعوی کرتا ہے، ہمارے خداؤں کی اہانت کرتا ہے، اس کی بات میں ایسا جادو ہے کہ جو اس کے پاس جاتا ہے اسی کا ہو کر رہ جاتا ہے، اس کے پاس نہ جانا، ورنہ اپنے آبائی دین سے پھر جاؤ گے، آپ نے نہایت عاجزی سے عرض کیا! بڑی ماں اس کا نام کیا ہے؟ ” بڑھیا نے عرض کیا لوگ اسے محمد کہتے ہیں بڑا جادوگر ہے، یہ سن کر آپ نے فرمایا ” وہ محمد تو میں ہوں “ بڑھیا حیرت زدہ ہوگئی اور عرض کیا، اگر محمد تم ہی ہو تو میں تمہارے خدا پر ایمان لاتی ہوں. کلمہ لا الٰہ اِلّا اللہ محمدٌ ر رسول اللہ پڑھتی ہوں.

یہ صرف روایت و حکایت ہی ہے جس سے واعظین عام طور پر اپنے وعظوں میں بیان کرتے ہیں، مجھے اس کے مرجع کا اب تک سراغ نہ مل سکا ہے، بطور اطلاع اس کو یہاں پر ذکر کردیا ہے اور بس.

اسلام میں اخلاق رذیلہ اور اخلاق حسنہ کے اصلی چار چار سرچشمے ہیں.

منبع اخلاق رذیلہ

﴿۱﴾ جہل. ﴿۲﴾ ظلم. ﴿۳﴾ شہوت. ﴿۴﴾ غضب

﴿۱﴾ جہل: جو اچھی چیز کو بری شکل میں اور بری چیز کو اچھی شکل میں پیش کرے نقص کو کمال اور کمال کو نقص بتائے، یوسف علیہ السلام جہل زلیخا اور مکر سہیلیان زلیخا کے بارے میں فرماتے ہیں:

”أصب إلیھن و أکن من الجا ھلین “﴿یوسف: ۳۳﴾

۱ گرعورتوں کی باتوں میں پھنس گیا تو جاہل ہو جاؤں گا.

﴿۲﴾ظلم: جوخوشنودی کی جگہ خفگی، نرمی کی جگہ سختی، تواضع کی جگہ تکبر، سخاوت کی جگہ بخالت، یعنی" وضع الشئی فی غیر محله" کا کامل نمونہ ہو. اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"ان الشرک لظلم عظیم"

خدائے واحد کی جگہ چند خداؤں کو رکھنا ظلم عظیم ہے.

﴿۳﴾شہوت: اس کے ذریعے عزتِ نفس کا خاتمہ اور دوسروں کے حقوق پر بے جا حملہ ہوتا ہے.

اسلام نے ذرائع شہوت کی حد بندی مختلف ذرائع سے کی ہے، غیر محرم عورتوں کو نہ دیکھنا، چڑھتی جوانی میں شادی کا حکم دینا، فحش ومنکر کے قریب نہ پھٹکنا، ارشاد باری تعالی ہے:

"لا تقربوا الز نا إنه کان فاحشة وساء سبیلا "﴿بنی اسرائیل: ۳۲﴾

زنا کے قریب بھی مت پھٹکو، یہ کھلی بے حیائی اور شرمناک شاہراہ ہے.

﴿۴﴾غضب: اس کے ذریعے بغاوت وسفاہت اور آپسی بغض وحسد کو فروغ ملتا ہے.

ایک شخص نے آپ سے تین بار درخواست کی کہ مجھے کچھ نصیحت فرمایئے آپ نے ہر بار فرمایا:"لا تغضب " ﴿البخاری﴾ غیظ وغظب کی آگ سے دور رہو.

اگر غور کیا جائے تو اسلامی عبادات محض چند غیبی مکاشفات بے معنی حرکات سے معنون نہیں ہیں بلکہ ان کے اندر انسانی ذہن وقلب کے صیقل کرنے کا انمول سامان موجود ہے، سماج کی خرابیوں کا حل اور بھٹکے ہوئے راہی کے لئے ایک جادۂ مستقیم ہے، بلکہ ذہن وجسم کے لئے ایسی تدریب ہے جو انسان کو اخلاق حسنہ سے مزین کرتی ہے، جیسے:

☆ نماز: ۰ نماز کی حکمت ،اس کا فلسفہ، اور اس کی غرض وغایت فحش ومنکر سے پرہیز اور قول وعمل کی برائی سے طہارت حاصل کرنی ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"إن الصلوٰة تنهی عن الفحشاء والمنکر" ﴿عنکبوت : ۵﴾

یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے.

☆ زکوة: زکوٰۃ ایک طرح کا ٹیکس نہیں بلکہ رافت ورحمت کی ایسی بیج ہے، جو گوناگوں طبقات کے مابین الفت ومحنت کا سبز پودا لگاتی ہے، سماج سے گرد کدورت دور کرکے دلوں کی طہارت اور نفس کی نظافت کا سامان مہیا کرتی ہے،

اللہ تعالی کا ارشاد ہے.

"خذ من اموا لهم صدقة تطهرهو وتز کیهم بها"

﴿التوبة :۱۰۳﴾

آپ ان کے مالوں سے صدقہ لے لیجئے ،جس کے ذریعے آپ ان کو پاک صاف کردیں.

رسول خدا اپنے خدا کے اس فرمان کی تعمیل کرتے ہوئے اس کے حدود میں وسعت فرماتے ہیں:

" تبسمک فی وجه أخیک صدقة وأمرک بالمعروف ونهیک عن المنکر صدقة و ارشادک الرجل فی أرض الضلال لک صدقة و بصرک للرجل الردیء البصرلک صدقة

و اماطتک الحجر و الشوکة و العظم عن الطریق صدقةوافراغک من دلوک فی دلو أخیک لک صدقة"﴿الترمذی﴾

" تمہارا اپنے بھائی سے ہنستے ہوئے ملنا، بھلائی کا حکم دینا، برائی سے روکنا، بھٹکے ہوئے راہی اور کمزور نگاہ والے کی رہنمائی کرنا، اور راستے سے پتھر، کانٹے اور ہڈی جیسی ضرور رساں چیزوں کا ہٹا دینا صدقہ ہے، نیز اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈالنا صدقہ ہے.

☆ روزہ: روزہ رضائے الٰہی کا بہترین ذریعہ اور قربِ الٰہی کا انمول طریقہ ہے، اس کا مقصد حصولِ تقویٰ یعنی ظاہری و باطنی آلودگیوں سے نفس کو پاک کرنا ہے.

" یا أیها لذین آمنو ا کتب علیکم الصیام کما کتب علی

الذین من قبلکم لعلکم تتقون " ﴿البقرة : ۱۸۳﴾

اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تا کہ تم تقوی اختیار کرو!

روزہ صرف جسمانی محنت ومشقت اور قوتِ شہوانی کی وقتی حد بندی کا نام نہیں، بلکہ اخلاق رزیلہ، لغو، بے ہودہ گوئی اور لاف زنی سے رک جانے کی ایک سالانہ تدریب ہے.

چنانچہ اللہ کے رسول فرماتے ہیں:

"من لم یدع قول الزور و العمل به فلیس لله حاجة

فی أن یدع طعامه و شرابه"﴿البخاری﴾

جس نے جھوٹی بات اور جھوٹے عمل کو ترک نہ کیا تو اللہ تعالی کو اس کے کھانے پینے کے رک رہنے سے کوئی غرض نہیں.

" اذا کان أحدکم صائما فلا یرفث و لا یجهل "﴿شرح السنه﴾

جب تم میں سے کوئی روزہ سے ہو تو بے ہودہ اور نادانی کی باتیں نہ کرے.

"رب صائم حظه الجوع و العطش، و رب قائم

حظه من قیامه السهر"﴿شرح السنه﴾

کتنے روزے دار کو بھوک و پیاس کے سوا کچھ نصیب نہیں ہوتا، اور کتنے قیام کرنے والے کو شب بیدار کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا.

☆ حج:. حج صرف مقدس سرزمین کا سفر اور اس راہ کی کلفتوں ہی کا نام نہیں بلکہ فسق و فجور اور جنگ وجدال سے کلیۃً پرہیز کرنے کا نام ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"فلارفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج " ﴿البقرۃ : ۱۹۷﴾
حج میں کسی قسم کی لڑائی، ہرزہ سرائی اور بے ہودگی کی کوئی گنجائش نہیں.
سفر حج سفر تفریح طبع نہیں بلکہ خدائے واحد کی عبادت کے لئے خانۂ خدا میں ایک مقدس حاضری ہے، دن رات پانچ وقت ایک مومن بندہ جس قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتا آرہا ہے، ایک مرتبہ اس گھر کے حضور حاضر ہوکر جلوۂ جلالت ربانی کا مشاہدہ کرتا ہے، نیکیوں سے اپنا دامن بھرلاتا ہے اور گناہوں سے اس طرح پاک ہوجاتا ہے گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں، اللہ کے رسول ارشادفرماتے ہیں:
"من حج لله فلم یر فث و لم یفسق رجع کیوم ولدته أمه" ﴿البخاری و مسلم﴾

جس نے اللہ کے لئے حج کیااور وہ دورانِ حج ،لغو، بے ہودہ اورفحش کاموں سے بچا رہا تو گویا وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہوگیا جس طرح ایک نومولود بچہ اپنے ماں کے پیٹ پیدا ہوتا ہے.
غرضیکہ اسلامی عبادات ،نماز، روزہ ، حج اورزکاۃ کا نفس کی پاکیزگی سے ایک گہرا تعلق ہے جو اپنے مقصد کی تکمیل میں اخلاق حسنہ کی محتاج ہیں، ایسا کیوں نہ ہو جب کہ آپ کے بعثت کے مقاصد میں سے ایک بنیادی مقصد اخلاق حسنہ کی تکمیل بھی تھی. " إنما بعثت لأ تمم مکا رم الأخلاق ﴿موطأ﴾
میں اخلاق حسنہ کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں.

اخلاق رذیلہ کی طرح اخلاق حسنہ کے بھی اصل چار سرچشمے ہیں .﴿۱﴾ صبر. ﴿۲﴾عفت.﴿۳﴾ شجاعت. ﴿۴﴾ عدل.

﴿۱﴾ صبر

صبر لغت میں کسی چیز سے رک جانے کا نام ہے،عربی محاورہ ہے. "قتل فلان صبراً" فلاں شخص باندھ کر مارا گیا، اس لغوی معنی کی تائید قرآن مجید کی یہ آیت
کرتی ہے:
"واصبر نفسک مع الذین ید عون ربهم بالغدٰوۃ والعشی یریدون وجهه، ولا تعد عیناک عنهم تریدزینة الحیاۃ الدنیا، ولاتطع من أغفلنا قلبه عن ذکرنا واتبع هواه وکان أمره فرطا" ﴿ کهف:۲۸﴾

اور اپنے آپ کو انھی کے ساتھ رکھا کر جو اپنے پروردگار کو صبح وشام پکارتے ہیں اوراسی کی رضامندی چاہتے ہیں، خبردار ان سے تیری نگاہیں نہ ہٹنے پائیں کہ دنیوی زندگی کے ٹھاٹھ کے ارادے میں لگ جا، دیکھ اس کا کہنا نہ ماننا جس کے دل کو ہم نے ذکر سے غافل کردیا ہے، اور جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہے اور جس کا کام حد سے گزر چکا ہے.
صبر کو صبر اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے لئے دل کو گریہ وزاری، زبان کو شکوہ وشکایت اور جوارح کو بے قراری سے روکنا ہوتا ہے، درحقیقت صبر کے تین ارکان ہیں.﴿۱﴾ خدا کی بندگی پر صبر ﴿۲﴾ خدا کی معصیت سے صبر.
﴿۳﴾ امتحان الٰہی پر صبر جیسے: یوسف علیہ السلام کا مکرِ زلیخا پر صبر کرنا.

قارئین! غور کیجئے چڑھتی جوانی، خالی مکان، محکومی، نفس کے مطابق خواہش کا ہونا، بے وطنی جہاں خویش واقارب کا نہ کسی قسم کا دباؤ اور نہ ان کی طرف سے حیاء کا امکان، حسین عورت کی درخواست، لالچ، خوشامد، اور دھمکی بھی، بہکنے کے یہ تمام سامان مہیا پھر بھی پائے استقلال میں جنبش نہیں آئی، اس طرح کے خدائی امتحان میں جو بندہ کامل اترتا ہے اس کا مقام اتنا اعلی وارفع ہوجاتا ہے کہ جس پر عام انسان کا پہونچنا دشوار بلکہ محال ہوتا ہے، اور حقیقی صبر یہی ہے کہ وہ صرف رضائے الٰہی کے لیے کیا جائے.

''واصبر وماصبرک الا با للہ ولاتحزن علیھم ولاتک فی ضیق ممایمکرون'' ﴿النحل: ۱۲۷﴾

آپ صبر کریں بغیر توفیق الٰہی کے آپ صبر کرہی نہیں سکتے اوران کے حال پر رنجیدہ نہ ہوں اور جو مکروفریب یہ کرتے رہے ہیں ان سے تنگ دل نہ ہوں.

لیکن اگر کوئی بندہ اپنی حالت زار، اپنی پریشانی حال کا ذکر دربار الٰہی میں خشوع وخضوع کے ساتھ کرتا ہے تو یہ پیشگی اور یہ حضوری بے صبری نہیں بلکہ یہ ایک بندے کی بندگیت کا خدا کے حضور اظہار عجز ہے اور رحم کی طلب ہے، چنانچہ ایوب علیہ السلام مصیبت کے وقت اپنے آقا ومولیٰ کو پکار اٹھتے ہیں.

'' وأيوب إذنادٰی ربه أني مسّني الضروأنت أرحم الراحمين ﴿الأنبياء :۸۳﴾

اور جب ایوب ﴿علیہ السلام﴾ نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے یہ بیماری لگ گئی ہے اور تو رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے.

حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے محبوب بیٹے کی جدائی پر دل برداشتہ ہوکر پکار اٹھتے ہیں.

''قال إنما أشكو بثي وحزني إلى الله وأعلم من الله مالا تعلمون''﴿يوسف :۸۶﴾

اور انہوں نے کہا میں تو اپنی پریشانی خاطر اور حزن وملال کی فریاد اللہ ہی سے کررہا ہوں مجھے اللہ کی طرف سے وہ باتیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے.

﴿۲﴾ عفت

عفت کا معنی پاکدامنی ہے یعنی ہر قسم کی برائی سے اجتناب کرنا عفت ہے، ہے، اسے حیاء پیدا ہوتی ہے، اور حیاء کا اثر ہر اچھی عادت وخصلت پر پڑتا ہے، عفت جھوٹ، بخل اور بدکاری کا قلع قمع کرتی ہے، نیز پاکدامنی سے انسان کا کردار بلند وبالا ہوتا ہے اور اس کی آلودگی سے انسان کا کردار مجروح ہوتا ہے.

اسلام نے مختلف ذرائع سے اپنے ماننے والون کو پاکدامنی کی تعلیم دی ہے، شروع جوانی میں شادی کرنے کا حکم دیا ہے جسے شرم گاہ کی حفاظت اور آنکھوں کی حفاظت ہوتی ہے دوسری طرف عورتوں کی پاکدامنی کا راز پردہ وحجاب بتایا گیا، زینت کا عدم اظہار ہی انکے لئے سمان زینت ہے.

''ولا يبدين زينتهن إلاما ظهر منها'' ﴿النور: ۳۰﴾

عورتیں اپنی زینت کا اظہار نہ کریں سوائے اس زینت کے جو خود بخود عیاں ہو جائے.

جو زینت بغیر ظاہر کئے ظاہر ہو جائے اس کی اسلام نے اجازت دی ہے، اس لئے کہ اسلام ایک دین فطرت ہے، بندوں کے ساتھ سختی کے بجائے آسانی چاہتا ہے.

"الله يريد بكم اليسر ولا يريد بكم العسر" ﴿البقرة: ۱۸۵﴾

خدا تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے سختی نہیں.

﴿۳﴾ شجاعت

اپنی عزت کا لحاظ و پاس، اخلاق حسنہ کی تلاش، مال و جان سے دوسروں کی مدد کرنا اور غیظ و غضب سے دور رہنا شجاعت ہے.

'ليس الشديد بالصرعة إنما الشديد الذى يملک نفسه عندالغضب ﴿مسلم﴾

پہلوان وہ نہیں جو دوسروں کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان وہ ہے جو اپنے غصے پر قابو پالے.

جنگ حنین کا معرکہ پیش ہے، دشمنوں نے پہاڑوں کے دروں سے تیروں کی بارش کرنی شروع کر دی ہے، مسلمانوں کا بارہ ہزار لشکر جرار میدان کارزار سے پیچھے ہٹ رہا ہے، لیکن آپ ﷺ اپنے سفید خچر پر سوار ہیں، اپنی سواری کو آگے بڑھا رہے ہیں، ابوسفیان نے رکاب پکڑ لی، عباس نے لگام تھام لی، مبادا کہیں آپ ﷺ زخمی نہ ہو جائیں تو آپ پیادہ پا ہو جاتے ہیں اور فرماتے ہیں:

أ نا النبى لا كذب ☆ أنا ابن عبدا لمطلب

میں نبی ہوں جھوٹا نہیں، میں عبدالمطلب کا سپوت ہوں

اس واقعے پر غور کرنے سے تین ایسی خصوصیات کی نشان دہی ہوتی ہیں جو آپ کی شان شجاعت کو چار چاند لگاتی ہیں.

﴿۱﴾ جب بارہ ہزار کا لشکر جرار پیچھے ہٹ رہا ہے تو آپ اپنی سواری آگے بڑھا کر دشمنوں کو للکار رہے ہیں.

﴿۲﴾ میدان کارزار میں آپ کا خچر پر سوار ہونا غایت درجہ کا تحمل اور استقلال ہے جب کے لڑائی کے دن تیز گام گھوڑے کا انتخاب کیا جاتا ہے.

﴿۳﴾ پھر سفید خچر کا انتخاب جو آپ کی شجاعت و مردانگی کی دلیل ہے ورنہ گھمسان کی لڑائی کے لئے رنگ دار جانور کا انتخاب کیا جاتا ہے تاکہ دشمنوں کی تیر کے نشانات و اثرات اٹھتے ہوئے گرد و غبار سے رنگ دار جانور کے رنگ میں چھپتے ہوئے دیر سے نمایا ہوں، شاید عالمی طور پر فوجی وردی کے لئے خاکی یا اس سے ملتے جلتے رنگ کے انتخاب کا بھی مدعا یہی ہے.

رات کا وقت ہے، مدینہ کی فضا میں شور سا ہو گیا، لوگوں نے سمجھا کسی نے راتوں رات چھاپا مار دیا، گھبرا کر باہر نکلے شور کی طرف تیار ہو کر چلے دیکھتے کیا ہیں؟ نبی کریم ﷺ گھوڑے پر سوار تلوار لٹکائے ہوئے شور کی طرف سے آ رہے ہیں اور ارشاد فرما رہے ہیں:

"لم تراعوا لم تراعوا" ڈرو نہیں ڈرو نہیں

﴿البخاری﴾

قوم کا سردار قوم کا نگہبان ہوتا ہے دنیا کے مفکرین اس کا دعویٰ کرتے ہیں، کتابوں میں لکھتے ہیں اور اس کی اشاعت کرتے

ہیں، لیکن اس کی عملی مثال کا فقدان ہے، یہ چیز ملتی ہے تو صرف نبی کریم ﷺ کی ذات اور آپ کے خلفاء اربعہ کی ذات میں.

﴿۴﴾ عدل

عدل افراط وتفریط کا درمیانی راستہ ہے یعنی حیا وشرم اور غیرت وحمیت ایسی ہو جو بے حیائی، بے شرمی اور ذلت واہانت کے درمیان ہو، جود وسخا ایسا ہو جو بخل واسراف کے درمیان ہو، حلم وبرد باری ایسی ہو جو کبر ونخوت کے بیچ ہو
اسلام نے اپنے ماننے والوں کو اسی عدل کی تعلیم دی ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:
" ولا یجرمنکم شنآن قوم علی ألا تعدلوا اعدلوا هو أقرب للتقوی"﴿ المائدة : ۸﴾

کسی قوم کی عداوت تمہیں خلافِ عدل کام پر آمادہ نہ کردے، عدل کیا کرو جو پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے.
قارئین! اخلاق حسنہ کے ان چار سرچشموں کا مختصر بیان تشنۂ تکمیل رہے گا جب تک کہ اخلاق حسنہ کی ایک اور صفت "عفوودرگذر" کی ہلکی وضاحت نہ کردی جائے، اس کی وضاحت کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ خود خدا کی صفت ہے، جسے وہ محبوب رکھتا ہے اور اس کے ذریعے اپنے گنہگار بندوں کو معاف فرماتا ہے.
اللهمّ إنک عفو تحب العفو فاعف عنّی ﴿البخاری﴾
اے خدا تو عفو ہے اور عفوودرگذر کو پسند رکھتا ہے، اس لئے تو مجھے معاف کردے.
ہم اپنی دعاؤں مین خدا کی اسی صفت عفو کے ذریعے اسے عفوودرگذر طلب کرتے ہیں خاص کر اس مبارک رات میں جس میں قرآن نازل ہوا اور جس میں بنی نوع انساں کی تقدیروں کے بننے بگڑنے کا فیصلہ ہوتا ہے:
"إناأنزلناه فی لیلة مبارکة، إنا کنا منذرین ☆ فیها یفرق کل أمر حکیم"﴿ الدخان: ۳-۴﴾

یقیناً ہم نے اسے بابرکت رات میں اتارا ہے، بیشک ہم ڈرانے والے ہیں، اسی رات میں ہر ایک مضبوط کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے.
قرآن چونکہ سرچشمۂ حکمت اور حق و باطل کا فیصل ہے، اس لئے اس رات کو بھی حکمت وفیصل اور قدر ومنزلت عطا کی گئی جس میں یہ کتاب نازل ہوئی، اور اس حکمت والی رات میں اللہ کے نبی نے مسلمانوں کو اللہ سے عفوطلب کرنے کا حکم دیا تاکہ عفوودرگذر خدا کے عفو کی طرح بدرجۂ اتم ہوسکے، عفوودرگذر کے باب میں بخاری کی یہ روایت بڑی معنویت کی حامل ہے.
خادمِ رسول انس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے، اُپ کی چادر پکڑ کر جھٹکا دیتا ہے، چادر کا کنارہ آپ کی گردن میں پھنس جاتا ہے اور نشان پڑ جاتا ہے، اس سخت رویے کے بعد اعرابی اپنا مدعا پیش کرتا ہے، کہتا ہے: اے محمد ﷺ! یہ دو اونٹ لایا ہوں، اس کے لاد کا سامان مہیا کردو، اس لئے کہ جو مال و دولت تمہارے پاس ہے نہ تمہارا ہے نہ تمہارے باپ کا.
آپ نے تھوری دیر خاموشی اختیار کی پھر فرمایا: مال خدا کا ہے اور میں اس کا بندہ ہوں، پھر پوچھا تم نے جو حرکت ہمارے ساتھ کی ہے، کیا تم اس سے ڈرتے نہیں ہو؟ اعرابی نے کہا نہیں آپ نے پوچھا کیوں؟ اعرابی نے کہا مجھے معلوم ہے آپ

برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے، آپ نے مسکرادیا اور ایک اونٹ کھجور اور ایک اونٹ جو دے دینے کا حکم فرمادیا ﴿البخاری﴾

آٹھویں ہجری ہے، مکہ فتح ہو چکا ہے، آپ ﷺ کے چچا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ناک کان حتی کے کلیجہ تک کاٹ کھانے والے، آپ پر پتھروں کی بارش کرنے والے، راستے میں کانٹے بچھانے والے اور قتل کی سازش کرنے والے سب آپ کے سامنے موجود ہیں، کوئی دیوار کے پیچھے مارے ندامت کے اپنا سر چھپا رہا ہے، کوئی مکہ سے راہ فرار کی سوچتا ہے اور بہت سارے کے کلیجہ پر ہاتھ ہے نہ معلوم اب کیا حکم صادر ہوتا ہے؟ آپ ہر ایک سے جرم کا بدلہ لے سکتے تھے لیکن آپ نے سبھوں کو معاف کر دیا.

"لا تثریب علیکم الیوم وأنتم الطلقاء " ﴿البخاری﴾

آج کے دن تم سب آزاد ہو تم سے کسی قسم کا مواخذہ نہیں

آپ کی ذات سے یہی امید کی سکتی تھی جو ذات نبوت سے پہلے اپنی قوم کا امین ہو، اپنی بیوی خدیجہ طاہرہ اور شہر کے سب سے بڑے معمر عیسائی عالم ورقہ بن نوفل کے نزدیک سچے نبی قرار پائے ہوں، جب کہ خود آپ اپنی اس پہلی وحی کی کیفیت سے پریشان ہو رہے ہوں اور گھر واپس آکر فرماتے ہوں:

" أناخشیت علی نفسی " مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے.

طاہرہ خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا آپ کو تسلی دیتی ہیں، آپ کے اخلاق حسنہ کی شہادت دیتی ہیں اور اپنی پندرہ سالہ ازدواجی زندگی کے تجربہ کا اظہار فرماتی ہیں:

"واللہ ما یخز یک اللہ إنک لتصل الرحم وتحمل الکل و تکسب المعدوم و تقرئ الضیف وتعین علی نوائب الحق" ﴿البخاری﴾

یقیناً خدا آپ کو رسوا نہ کریگا، کیونکہ آپ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرتے ہیں، دردمندوں کی حاجت روائی کرتے ہیں محتاجوں کی دست گیری فرماتے ہیں، مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور پریشان حال کی مدد فرماتے ہیں.

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے وال ☆ مرادیں غریبون کی برلانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا ☆ وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولی
خطا کار سے درگذر کرنے والا ☆ بداندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کا زیروزبر کرنے والا ☆ قبائل کا شیر و شکر کرنے والا
اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

مزید اطمینان دلانے کے لئے خدیجہ طاہرہ آپ کو اپنے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے جاتی ہیں اور کہتی ہیں بھائی جان ! ذرا اپنے بھتیجے کا قصہ سنئے، ورقہ بن نوفل نے آپ سے عرض کیا بھتیجے آپ نے کیا دیکھا ؟ آپ نے جو دیکھا تھا اسے بیان کردیا، ورقہ نے کہا یہ وہی ناموس ﴿وحی لانے والا فرشتہ﴾ ہے جو خدا کی طرف سے موسیٰ پر آیا کرتا تھا، کاش میں آپ کے زمانۂ نبوت میں قوی جوان ہوتا، کاش میں اس وقت تک زندہ رہ سکوں، جب آپ کو آپ کی قوم مکہ سے نکالے

گی،آپ نے فرمایا کیا یہ لوگ مجھے نکال دینگے؟ ورقہ نے کہا ہاں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی شخص وہ چیز لے کر آیا ہو جو آپ لیکر آئے ہیں اور اس سے دشمنی نہ کی گئی ہو، اگر میں نے آپ کا وہ زمانہ پایا تو آپ کی پر زور مدد کرونگا، مگر زیادہ دن نہ ہوا کے ورقہ کا انتقال ہو گیا، کیوں کہ وہ کافی بوڑھے اور نابینا ہو گئے تھے، وہ ایک عیسائی عالم تھے اور عربی اور عبرانی میں خدا کی کتاب انجیل لکھا کرتے تھے. ﴿بخاری وسیرت ابن ہشام﴾

اس واقعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نبوت کے پہلے آپ کی زندگی کیسی پاکیزہ تھی اور آپ کا اخلاق کتنا بلند تھا، آپ کی بیوی طاہرہ خدیجہ کوئی کمسن نہ تھیں، ان کی عمر کا ۵۵/سال گذر چکا تھا، پندرہ سال تک آپ کی رفیقۂ حیات اور شریک زندگی رہ چکی تھیں، بیوی سے شوہر کا کوئی عیب پوشیدہ نہیں رہ سکتا، اس طویل مدت میں طاہرہ خدیجہ نے آپ کو اتنا بلند کردار کا مالک پایا کہ غارِ حرا کا واقعہ سنتے ہی بلا تامل تسلیم کرلیا کہ وہ اللہ کا فرشتہ ہی تھا جو وحی لے کر آیا تھا، اسی طرح ورقہ بن نوفل جو مکہ کے ایک معمر تجربہ کار عالم تھے وہ بھی آپ کی زندگی سے گہری واقفیت اور آپ کے اخلاق وکردار سے پوری جانکاری رکھتے تھے، جب انہوں نے یہ واقعہ سنا تو کسی قسم کا وسوسہ انکے دل میں پیدا نہ ہوا بلکہ سنتے ہی کہہ دیا کہ یہ وہی خدا کا قاصد ہے جو موسیٰ پر نازل ہوا کرتا تھا، گویا ورقہ کے نزدیک بھی آپ کا نبی ہونا کوئی قابل تعجب امر نہ تھا.

خادم رسول حضرت انس کی عمر آٹھ سال کی ہے، وہ اس وقت کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک کام کے کرنے حکم دیا، میں نے کہا میں نہیں جاتا، لیکن دل میں یہ تھا کہ ضرور جاؤں گا، آپ کی خدمت سے نکلا راستے میں بچے کھیل رہے تھے وہیں پھنس گیا، تھوڑی دیر کے بعد آپ وہاں تشریف لائے اور میری گردن پر ہاتھ رکھ دی، لوٹ کر دیکھتا ہوں تو آپ مسکرا رہے ہیں، پھر فرمایا اب تو چلے جاؤ! میں نے کہا، ہاں! ہاں! اب میں جاتا ہوں. ﴿البخاری﴾

غرضیکہ اخلاق حسنہ کی کوئی ایسی خوبی نہ تھی جو آپ کے اندر موجود نہ ہو، آپ باطنی حسن و جمال کی طرح ظاہری حسن و جمال سے بھی آراستہ پیراستہ تھے، چنانچہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اس امر کی گواہی دیتے ہیں:

"كان رسول الله أحسن الناس وجها وأحسنهم خلقا" ﴿البخاری﴾

آپ لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت اور سب سے زیادہ اخلاق مند تھے.

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری ☆ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آپ کے اخلاق کے بارے میں حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

"كان خلقه القرآن" ﴿البخاری﴾ آپ کا اخلاق قرآن کریم ہے.

پھر بھی آپ اپنے لئے حسن خلق کی یہ دعا مانگا کرتے تھے،

"اللهم حسنت خَلقي حسن خُلقي" ﴿مسند احمد﴾

اے اللہ تعالی تو نے میری ظاہری بناوٹ اچھی بنائی ہے تو میرے باطنی کو بھی سنوار دے.

ملاحظہ

یہ مضمون ماہنامہ "صراط مستقیم" برمنگھم بمقام "لندن" بماہ ستمبر/اکتوبر ۱۹۸۴ء میں شائع ہو چکا ہے.

ممتاز احمد عبد اللطیف ۱۹۹۸/۷/۳